شاھد حسین رزاقی

عیسائیت پر اسلام کا اثر

اسلام اور عیسائیت دونوں خدا پرست مذاہب ہیں اور اصولاً ان مذاہب کے پیروؤں میں اتحاد و ہم آہنگی ہونا چاہیئے۔ لیکن ازمنۂ وسطیٰ میں بعض تنگ نظر طبقوں کی مخالف اسلام کوششوں اور صلیبی جنگوں کی وجہ سے ان کے درمیان نفرت و عداوت پیدا ہوگئی جس کے نتائج مضرت رساں ثابت ہوئے۔ موجودہ زمانہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے تعلقات پر نئے انداز سے غور کیا جانے لگا ہے اور الحاد و مادیت کیخلاف خدا پرستوں کو متحد کرنیکی ضرورت شدّت سے محسوس کی جاتی ہے۔ پیش نظر مضمون کینتھ کرینڈل نامی ایک پادری کے مقالہ سے ماخوذ ہے جسمیں عیسائیت پر اسلام کے اثرات اور ان دونوں مذاہب کے ماننے والوں میں اتحاد و تعاون کی ضرورت کو بخوبی واضح کیا گیا ہے

مشہور امریکی جریدہ "ٹائم" نے جب ایران کے وزیر اعظم ڈاکٹر محمد مصدق کو ۱۹۵۱ء کی اہم ترین شخصیت منتخب کیا تو مغربی ممالک میں بہت سے لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ اشتراکی اور جمہوری بلاکوں کی کش مکشِ اقتدار نے اس سال کے دوران میں بہت نازک حالات پیدا کردئے تھے اور عالمی سیاست پر بڑی زبردست شخصیتیں اثر انداز ہورہی تھیں اس لئے یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی کہ مشرقِ وسطیٰ کے ایک کمزور اور پس ماندہ ملک کا وزیر اعظم ایسے پُر آشوب دَور کی اہم ترین شخصیت کیسے ہوسکتا ہے۔ لیکن مصدق نے درحقیقت یہ اہمیت حاصل کرلی تھی۔ اس نے مغربی دول کو چیلنج کیا، اور اس کے وطن ایران نیز دوسرے تمام مسلم ممالک نے یہ ثابت کردیا کہ وہ عالمی سیاست میں نہ صرف ایک مؤثر طاقت بن گئے ہیں بلکہ اقوامِ عالم سے عہدہ برآ ہونے کے لئے وہ اپنی روحانی اور اخلاقی قوتوں کو بھی بیدار کررہے ہیں۔

اسلامی تمدّن کے اثرات

تاریخ میں یہ پہلا موقع نہیں کہ اسلام عیسائیت پر اثر انداز ہورہا ہے۔ اور مسلمان مغربی اقوام کو روحانی اور ثقافتی اعتبار سے متاثر کررہے ہیں۔ گذشتہ زمانوں میں اس قسم کے اثرات کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ ازمنۂ وسطیٰ میں جب عیسائیت جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی تو اسلام کی ایک عظیم الشان سلطنت قائم تھی جو مشرق میں چین کی سرحدوں سے لے کر مغرب میں کوہستان پائرنیز تک پھیلی ہوئی تھی۔ ارضی فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام نے ایرانی اور شامی علماء کے توسط سے یونانی فلسفہ کو بھی اپنا لیا اور اپنے مفتوحہ علاقوں کی تمدّنی ترقیوں کو بھی اختیار کیا اور اس طرح خود عربی ممالک کے مختلف تمدنوں کے علاوہ ہندوستان اور چین کے تمدّنوں نے بھی اسلامی تمدّن کی ترقی میں حصّہ لیا۔ اسلام نے ان تمام تمدنی عناصر کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کو ترقی دی اور نویں، دسویں اور گیارہویں صدی میں جو اسلام کے عروج کا زمانہ تھا اسلامی تمدّن نے حیرت انگیز ترقی کرلی۔ اسلامی تمدّن کی ان ترقیوں سے مغربی ممالک بھی فیض یاب ہوئے۔ دورِ مظلمہ کی تاریکیاں دور ہونے لگیں اور

آخر کار یہ اثرات پندرہویں اور سولہویں صدی میں نشاۃِ ثانیہ کی شکل میں نمودار ہوئے۔

تعلیمی ادارے

اسلام کے عہدِ زریں میں مشرقِ وسطیٰ، ہسپانیہ اور پرتگال میں نہایت اعلیٰ درجہ کے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے اور اسلامی علاقوں کے کتب خانوں میں یونانی فلسفیوں، شاعروں اور سائنسدانوں کی کتابیں بکثرت موجود تھیں۔ مسلمانوں کے علمی مراکز میں نہ صرف مسلم علاقوں بلکہ تمام عیسائی دنیا سے بھی علم کے شیدائی کثیر تعداد میں آتے تھے اور مختلف علوم کی دولت سے اپنا دامن بھر لیتے تھے۔ چنانچہ طلیطلہ کی درس گاہ میں جن لوگوں نے تعلیم پائی ان میں مائیکل اسکاٹ، ڈینیل مارلے، ایلارڈ آف باتھ اور رابرٹس انگلیکس بھی شامل تھے۔ مؤخر الذکر قرآن مجید کا پہلا مترجم تھا۔

طبّی ترقیات

اسلامی علاقوں میں بڑے بڑے شفا خانے بھی قائم تھے جہاں بیماروں کے علاج کے علاوہ فن طب کی تعلیم کا بھی انتظام تھا۔ مختلف امراض کے مریضوں کے لئے علیحدہ علیحدہ شعبے تھے۔ ہر شفاخانہ کے ساتھ دواخانہ اور کتب خانہ ہوتا تھا۔ مشہور طبیب اور جراح طلباء کو درس دیتے۔ ان کا امتحان لیتے اور کامیاب طلباء کو یہ پیشہ اختیار کرنے کی سند دیتے تھے۔

مسلمانوں کی طبی ترقیات کی تاریخ میں سب سے نمایاں ابنِ سینا اور رازی کے نام ہیں۔ ابنِ سینا نے یہ دریافت کیا کہ دق ایک متعدی مرض ہے۔ نیز اس نے متعدد اعصابی امراض کی تشریح بھی کی اور یہ بتلایا کہ متعدی امراض کس طرح پھیلتے ہیں۔ رازی عہدِ وسطیٰ میں فنِ طب کی تعلیم دینے والا باکمال طبیب تھا۔ اس نے اس فن پر کئی رسالے لکھے جن میں سب سے مشہور رسالہ چیچک اور خسرہ کے متعلق ہے جن میں ان امراض کے علامات اور علاج کی وضاحت بہت صحیح طور پر کی گئی ہے۔ اس کی ایک تصنیف "الحاوی" ہے جس میں یونانی، شامی اور عربی تمام علم طب کو جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب بیس جلدوں پر مشتمل ہے اور سترھویں صدی تک یورپ کی تمام یونیورسٹیوں میں مستند ترین ماخذ کی حیثیت سے پڑھائی جاتی تھی۔ رازی ٹیکہ لگانے کے فن سے بھی واقف تھا۔ علاوہ اس نے پردۂ چشم اور بصارت کے متعلق بھی اہم باتیں دریافت کیں۔ رازی نے طبّی ترقی کے لئے کیمیا سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت واضح کی اور وہ مصنوعی برف بھی بناتا تھا۔

دوسرے مسلمان اطباء نے گرم لوہے سے داغنے کے فوائد معلوم کئے۔ معدہ میں سرطان کی تشخیص کے طریقے اور زہر کے تریاق دریافت کئے نیز امراض چشم کے علاج میں قابلِ قدر ترقی کی۔ اس کے علاوہ ان طبیبوں نے طاعون کی شدید متعدی نوعیت اور اس کے پھیلنے کے اسباب و ذرائع بھی معلوم کئے۔

مسلمان اطباء نے یہ فنی ترقیاں وسیع تجربوں اور مشاہدوں کے ذریعہ حاصل کیں۔ جو آگے چل کر یورپ میں اس فن کے مطالعہ کی بنیاد بنے۔

سائنسی ترقیات

سائنسی ترقیات کے میدان میں مسلمانوں نے سب سے زیادہ ترقی حیثیات میں کی۔ علم چشم پر الکندی کے رسالہ سے جو لاطینی میں بھی اب تک موجود ہے، روجر بیکن نے اس علم کے مطالعہ میں بہت مدد لی۔ الہیثم کا مقالہ اس سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ الہیثم نے یوکلیڈ، ٹالیمی اور دوسرے قدما کے نظریات کی تردید کر کے اپنا نظریۂ ترسیل پیش کیا۔ اور انعطاف و انعکاس کی بخوبی تشریح کی۔

الہیثم نے اپنے ایک رسالہ میں شعاعی مرکز معلوم کرنے، ظاہری جسامت بڑھانے اور عکس کو اُلٹنے کے تجربات بیان کئے۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس نے تاریکی میں دور کی چیزوں کے عکس کے اصولوں کو واضح کیا۔ روجر بیکن، لیونارڈو ڈا ونسی اور کیپلر سب ہی نے الہیثم کے نظریات سے استفادہ کیا۔

جابر بن حیان الکوفی نے جو کیمیا گری کا بانی قرار دیا جاتا ہے سائنس کے ایک اور شعبہ کو ترقی دی۔ اور تبخیر، تقطیر، تصعید اور تبلور کے طریقے معلوم کئے۔ کشتہ گری اور خاکستر سازی کے اصولوں کی تشریح کی۔ اس نے پارہ اور گندھک کا مرکب۔ سنکھیائی آکسیجنی مرکب۔ خالص تیزاب۔ پھٹکری، شورہ اور قلوی مرکبات تیار کئے۔ چودھویں صدی سے اٹھارھویں صدی تک اس کی تحریریں اور تجربات یورپ اور ایشیا میں سائنس دانوں کی رہبری کرتے رہے۔

مادہ کی صحیح شناخت، کیمیائی عمل کی توضیح اور آلات کی تشریح میں رازی نے جابر سے بھی زیادہ ترقی کی۔ مغربی سائنسدان اس کی تحریروں سے استفادہ کرتے تھے اور بیکن نے ان کے حوالے دئے ہیں۔ البیرونی نے آرکیمیدیز کا اصول اختیار کر کے اٹھارہ قسم کے جواہرات و معدنیات کا نوعی وزن دریافت کیا۔ البیرونی سائنسی معلومات کے علاوہ مؤرخ، جغرافیہ دان اور ریاضی دان کی حیثیت سے بھی بہت مشہور ہے۔

ریاضی و فلکیات

عربوں نے ریاضی میں صفر کا استعمال کر کے علم الحساب کا آغاز کیا۔ الجبرا کو انھوں نے ایک باضابطہ علم بنا کر بڑی ترقی دی۔ تجزیاتی علم ہندسہ اور مدور علم مثلث کے بانی بھی وہی ہیں جس سے کہ یونانی بالکل واقف نہ تھے۔

فلکیات میں بھی مسلمانوں نے قابل قدر معلومات و مشاہدات کا اضافہ کیا۔ اور یونانی زبان کی ایسی متعدد کتابوں کا ترجمہ کر کے ان کو محفوظ کر دیا جو اب ناپید ہیں۔ نیز مسلمان ماہر فلکیات و جغرافیہ دانوں نے اس قدیم نظریہ کو دورِ مظلمہ میں بھی زندہ رکھا کہ زمین ایک کرہ کی مانند ہے۔

عمرانیات

ابنِ خلدون دنیا کا پہلا استدلالی ماہر عمرانیات ہے جس نے عملی سبق اور افادہ کو پیش نظر رکھ کر تاریخی واقعات بیان کئے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے قوموں کی ترقی و زوال کے قوانین کو مرتب کیا۔ اور اخلاقی و روحانی قوتوں کے ساتھ ساتھ آب و ہوا، جغرافی حالات اور طبیعی اثرات کو بھی واجبی اہمیت دی۔ وہ یہ بخوبی جانتا تھا کہ فن تاریخ کی ترقی میں بادشاہوں سے لے کر روزمرہ زندگی کے معمولی واقعات اور حالات تک سب ہی کی اہمیت ہے۔

ابن حزم کی اس اعتبار سے خاص اہمیت ہے کہ اس نے گیارہویں صدی میں مذہب کے تقابلی مطالعہ کو ترقی دی۔ نکلسن نے اس کو مسلم ہسپانیہ کا سب سے بڑا تخلیقی ذہن قرار دیا ہے۔ گب نے اس کو مذہب کے تقابلی مطالعہ کا بانی تسلیم کیا ہے۔ اور گلوم کے خیال میں وہ پہلا شخص ہے جس نے باقاعدہ طور پر اور تنقید کا اعلیٰ معیار قائم رکھ کر توریت و انجیل کا مطالعہ کیا۔

ادبیات مسلمانوں کی تمدنی ترقیوں نے عیسائی ممالک کی زبانوں اور ادبیات پر بھی اثر ڈالا اور عربی و فارسی سے یہ خاص کر متاثر ہوئے۔ اسپین اور پرتگال میں بہت سے مقامات اور اشیاء کے تمام عربی ناموں سے مشابہ ہیں اور یہ اس زمانہ کا اثر ہے جب کہ ان ممالک پر عربوں کی حکومت تھی۔ چنانچہ کاروان، جار، ٹیرف، ایڈمیرل، آرسینل، صوفہ، الکوحل، صیفر زیرو اور الجبر جیسے بے شمار الفاظ مغربی زبانوں میں عربی سے آئے ہیں۔

اسپین کے گیتوں اور غزلوں میں عربی شاعری کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ عربی دور کی ہسپانوی شاعری اور عباس ابن الاحناف کے کلام کا مطالعہ اس نازک فرق کو نمایاں کر دیتا ہے جو عام عشقیہ شاعری اور دربار کے رومانوں سے متاثر شاعری میں پیدا ہو گیا اور جس سے ہسپانوی شاعروں سے لے کر جرمن مغنیوں تک سب متاثر ہوئے۔ ولیم آف پائیٹرس جیسے متعدد شاعروں نے اسپین کے عربی شاعروں کی پسندیدہ بحروں کو اختیار کیا۔ نیو فرانس کے نثر نگار بھی عربوں کے طرز نگارش سے بہت متاثر ہوئے اور اسی انداز میں لکھنے لگے۔ اس کے علاوہ مشرقی کہانیوں بالخصوص الف لیلیٰ کی داستانوں کو جرمنی، فرانس، اٹلی اور برطانیہ کے نثر نگاروں نے اپنی تحریروں کی اساس بنایا چنانچہ بوکاچیو کی ڈی کیمرون اور چاسر کی اسکائر ز ٹیل، اس کا ثبوت ہیں۔ رابن سن کروسو اور گلیورز ٹریولز میں بھی یہ اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ اور گوئٹے اور شلر جیسے بلند پایہ مصنفوں کی تحریروں میں بھی یہ اثرات کارفرما ہیں۔ دانتے نے قدیم عیسائی تصوف میں اسلام کی اعلیٰ روحانیت کی آمیزش کر کے ڈیوائن کمیڈی لکھی اور کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ ابن العربی جیسے صاحب کشف صوفیوں اور معراجِ نبوی و اسلامی نظریۂ آفرینش سے بہت متاثر ہے۔ عربی کی ایک کتاب سند باد کو سامنے رکھ کر ہسپانوی، لاطینی، انگریزی اور دوسری زبانوں میں کتابیں لکھی گئیں۔ فلسفیوں کے اقوال و نظریات پر انگریزی میں پہلی کتاب جو فرانسیسی، لاطینی اور ہسپانوی تحریروں کی مدد سے لکھی گئی اس کا اصل ماخذ ایک عربی تصنیف ہے۔ گب کا یہ خیال ہے کہ مغربی ادب پر عربی کا جو سب سے قوی اثر پڑا وہ یہ ہے کہ اس نے مغربی ادبیات کی ماہیت میں بنیادی تبدیلی پیدا کر دی۔ اور یورپی مصنفوں کے تخیل کو قدیم روایات کی سخت گیری و تنگ نظری سے نجات دے کر ادبی جمود کو توڑ دیا۔

موسیقی مسلمانوں نے مغربی ممالک کی موسیقی کو بھی بہت متاثر کیا اور یورپی موسیقی کو متعدد اصطلاحات اور آلات دئے۔ جن میں زیادہ قابلِ ذکر بربط، چھ تارہ اور رباب ہیں۔ اس کے علاوہ تاروں والے ساز میں انگلیوں سے دبانے کے لئے کھونٹیوں کی قطار، تال دار موسیقی اور سُروں کی ترتیب بھی یورپ والوں نے عربوں سے سیکھی۔

صنعت و حرفت

صنعت و حرفت کے میدان میں بھی مسلمانوں نے غیر معمولی ترقی کر لی تھی۔ اور سونے چاندی کے کام اور مرصع کاری میں ان صناعوں کا جواب نہ تھا۔ ان کی بنائی ہوئی آراستہ چھنیں یورپ میں بےنظیر تھیں اور عیسائی گرجوں کی تعمیر پر اس کا گہرا اثر پڑا۔ مسلمان صناع روغن کاری، کوزہ گری، چمکدار اور آرائشی ظروف سازی اور شیشہ و بلور سازی کے لئے بھی بہت مشہور تھے۔ ہسپانوی عربوں کے تیار کردہ ریشمی کپڑے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور دور دور تک ان کی مانگ تھی۔ کاغذ سازی کا فن مسلمان ہی چین سے یورپ میں لائے اور جلد بندی و چرم کاری میں مسلمان کاریگروں نے بڑا نام پیدا کیا۔ یورپ میں شطرنج کا کھیل بھی مسلمانوں ہی نے رائج کیا تھا۔

تعمیرات

اسپین اور پرتگال کے فنِ تعمیر پر اسلامی اثرات نمایاں نظر آتے ہیں اور ازمنۂ وسطیٰ کی گوتھک تعمیرات میں راس دار محراب، کٹاؤ دار کھڑکیاں، نوکدار محراب، آرائشی طغرے اور گل کاری اور محرابی چھت مسلم اثرات ہی کا نتیجہ ہیں۔ ازمنۂ وسطیٰ میں جو قلعے بنائے گئے ان میں بھی شامی اثر بہت نمایاں ہے۔

قانون سازی

قانون سازی کے دائرے میں مسلمان فقیہوں پر مذہب نے کچھ اساسی پابندیاں عائد کر دی ہیں لیکن مسلمانوں نے ان پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کافی ترقی کی۔ چنانچہ انھوں نے ترقی یافتہ قانونی ادارے قائم کئے۔ محدود شراکت اور تجارتی قوانین کے اصول سکھلائے اور قانون میں عدل و اخلاق کا وہ تصور داخل کر دیا جو موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ قانون سازی کی بنیاد ہے۔ تجارت کو فروغ دینے کے لئے مسلمانوں نے تجارتی انجمنیں اور مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں قائم کیں اور چیک، ہنڈی، رسید اور فرد حساب کو رائج کیا۔

فکری اثرات

یورپ کی ذہنی اور فکری ترقی میں مسلمان فلسفیوں اور مفکروں نے بہت نمایاں حصّہ لیا۔ عرب فلسفیوں نے یونانی فلسفہ کو پھر زندہ کیا اور سب سے زیادہ توجہ ارسطو پر کی۔ ان کی بدولت نشاۃ ثانیہ سے بھی کئی صدی قبل یورپی ممالک فلسفۂ ارسطو اور نوفلاطونیت سے واقف ہو گئے۔ چودھویں صدی کے آغاز تک پیرس کی یونیورسٹی میں فلسفۂ ارسطو کی تعلیم ابنِ رشد کی تشریحات کے مطابق دی جاتی تھی۔ الکندی، ابنِ اسحاق، فارابی، ابنِ سینا، غزالی اور ابنِ رشد سب نے قدیم یونانی فلسفہ کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اپنی تشریحات سے اس کو غیر معمولی ترقی دی۔ ان مفکروں سے غزالی اور ابنِ رشد نے عیسائی دنیا کے دینی فلسفیوں کو خاص کر بہت متاثر کیا۔

غزالی اور ابنِ رشد کے اثرات قبول کرنے والے عیسائی مفکروں میں سب سے ممتاز ٹامس اکوئناس ہے۔ ٹامس طلیطلہ کے ایک فاضل ایمنڈ مارٹن کی تحریروں کے توسط سے غزالی کے افکار سے باخبر ہوا تھا اور ایسے کئی اہم تصورات ہیں جن میں ٹامس غزالی سے بالکل متفق ہے اور ان کے نظریات کو اپنا لیا ہے۔ یہ دونوں مفکر جن نتائج پر پہنچے ہیں وہ انکی تخلیقی قوتِ فکری پر دلالت کرنے کے علاوہ اس بات کا بھی بیّن ثبوت ہیں کہ غزالی نے ٹامس پر کتنا گہرا اثر ڈالا۔ ٹامس ابنِ رشد اور اس کے شاگردوں کی تحریروں سے بھی بہت متاثر ہوا تھا۔ اور عقیدہ و استدلال کا نظریہ انہی سے مستعار لے کر

یہ بحث کی کہ یہ دونوں متضاد نہیں اور اس طرح فلسفہ و دینیات کو باہم مربوط کیا۔

گیلوم کا یہ خیال ہے کہ مختلف ادیان میں ہم آہنگی کا تصور درحقیقت ابن رشد نے پیش کیا تھا جس کو ٹامس نے اپنالیا۔ ان دونوں مفکروں نے استدلال کو واجبی اہمیت دی اور اس کے لئے قدیم مفکروں کے نظریات سے اس طرح کام لیا کہ وہ آئندہ زمانوں میں بھی غور و فکر اور تنقید کے معیار پر پورے اُتر سکیں۔ انھوں نے ایک ایسا معتدل راستہ اختیار کیا جو لاادریانہ تصوّف اور ایک الہامی مذہب کے امکانات سے منکر عقلیت کے بین بین تھا۔ ٹامس نے بعض مسلمان فقیہوں کے نظریات کی تردید کی اور اس خیال کو غلط قرار دیا کہ تمام تخلیقات خدا کی بے دلیل مشیت کا نتیجہ ہیں مسلم علماء کے نظریات نے عیسائیوں کو خود اپنے دینی افکار کا جائزہ لینے کی ترغیب دی اور وہ مسلمانوں سے مباحثہ و مذاکرہ کے لئے ٹامس اور آگسٹین جیسے پُرانے مفکروں کا مطالعہ کرنے لگے۔ یہ مفکر مسلم فلاسفہ سے متاثر تھے اس لئے فلسفیانہ مباحثے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوئے لیکن قبل اس کے کہ فکری اثرات کی جڑیں مضبوط ہوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو صدیوں جاری رہا۔ اور ایک دوسرے کے خلاف شدید نفرت و عداوت پیدا کرنے کا باعث بن گیا۔

اسلام کی مخالفت کیلئے اسلام کا مطالعہ

اسلام کے متعلق ابتدا میں عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ یہ عیسائیت کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے لیکن جب ان کو یہ اندازہ ہوا کہ مسلمان محض بدعت پسند اور بدعقیدہ عیسائی نہیں بلکہ ایک جداگانہ دین کے حامل ہیں تو وہ اسلام کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے اور یہ مخالفت دو قسم کی تھی۔ ایک تو عیسائی مناظرہ بازوں نے اسلام کے خلاف زبردست مہم شروع کر دی اور دوسرے تمام عیسائی ممالک مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے متحد ہو گئے۔ مخالفت کے ان طریقوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں مذاہب کے پیرو ایک دوسرے کو زیادہ بہتر طریقہ پر سمجھنے بھی لگے اور ان میں ایک دوسرے کے متعلق شدید غلط فہمیاں بھی پیدا ہو گئیں۔ عیسائی مناظرہ بازوں نے اسلام اور بانیِ اسلامؐ کے متعلق طرح طرح کے من گھڑت قصّے بیان کرنے شروع کئے۔ لیکن اس سے نہ تو اسلام کی ترقی و اشاعت میں فرق آیا اور نہ عیسائی علماء ان باتوں سے متاثر ہوئے۔ آخر کار یہ محسوس کیا جانے لگا کہ اسلام کے خلاف کوئی تحریک چلانے کے لئے مسلمانوں اور ان کی مذہبی کتابوں سے پوری واقفیت ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ بااثر عیسائی اس جانب متوجہ ہوئے۔ ریکالڈس نامی ایک ڈومینیکی نے تیرہویں صدی کے آخر میں بغداد کا سفر کیا تاکہ وہ مناظروں کے لئے کافی مواد فراہم کر سکے۔ اس ضمن میں سب سے اہم قدم پیٹر آف کلنی نے اُٹھایا اور اس کی کوششوں سے ۱۱۴۱ء میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ کیا گیا۔ قرآن مجید کے ترجمہ سے حقیقی اسلام کو سمجھنے میں بڑی مدد مل سکتی تھی۔ لیکن لوگ اس کو سمجھنا ہی نہ چاہتے تھے اور مخالفت کا یہ عالم تھا کہ چند اور صدیاں گذر جانے کے بعد بھی ببلیانڈر کے لاطینی ترجمہ قرآن کی اشاعت کے واسطے باژل کی شہری کونسل کی اجازت حاصل کرنے کے لئے مارٹن لوتھر کو انتہائی کوشش کرنی پڑی۔ کیونکہ کونسل کا یہ خیال تھا کہ ببلیانڈر نے ایک شیطانی کام

کیا ہے اور اس کو قید کر دینا چاہیئے اور لوتھر کا یہ نظریہ تھا کہ عیسائی اسلام سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ لہٰذا ایسی ہر کوشش کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے جو اس ناواقفیت کو دور کرنے میں معاون ہو۔

مفید نتائج قرآن مجید کے ترجموں کا اثر یہ ہوا کہ بے سمجھے بوجھے اسلام کو برا کہنے کا رجحان کم ہونے لگا اور سمجھدار طبقہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور مسلمانوں کے قابلِ قدر کارناموں کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لوتھر نے پیغمبر اسلام کی سیرت اور ابنِ سینا و ابنِ رشد جیسے مفکّروں کی تصانیف کا غائر مطالعہ کیا تھا۔ اور مسلمانوں کے متعلق اسکی یہ رائے تھی کہ ان کا دینی جذبہ اور خلوص و صداقت فقید المثال ہے اور ان کی حکومت و قوانین میں جو خوبیاں ہیں ان کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ وہ غیر مسلموں کو پوری آزادی دیتے ہیں اور کسی ایک شخص کو بھی حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ اس کو اس بات کا افسوس تھا کہ مذہب کے نام پر ترکوں کے خلاف جنگ کی گئی۔ حالانکہ عیسائی تعلیمات کا تقاضہ یہ تھا کہ ترکوں کا خطرہ دور کرنے کے لئے عیسائی تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتے۔ اسلام اور عیسائیت کا مطالعہ کرنے کے بعد لوتھر نے یہ رائے قائم کی تھی کہ اسلام درحقیقت عیسائیوں کی بے راہ روی کو جانچنے کا ایک خدائی معیار ہے۔ اور مذہب کے راستہ سے بھٹکے ہوئے لوگ خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان اسی وقت نجات حاصل کرسکیں گے جب وہ احکام الٰہی کے مطابق اپنی زندگی کو بہتر بنائیں گے۔

اسلام سے عیسائی مفکّروں کی دلچسپی کا ایک اہم اور تعمیری نتیجہ یہ بھی نکلا کہ عیسائی ممالک میں ایسے کالج قائم ہو گئے جہاں مشرقی علوم کا باقاعدہ مطالعہ کیا جاتا تھا۔ مشہور مبلّغ ریمن لل کی تحریک پر وین کی کونسل نے یہ تصفیہ کیا کہ عبرانی، کلدانی اور عربی کی تعلیم کے لئے روم، بولونا، پیرس، آکسفرڈ اور سلامانکا میں کالج قائم کئے جائیں۔ اسلام کا مطالعہ کرنے کی تحریک اس مقصد سے شروع کی گئی تھی کہ اس طرح اسلام کی تردید زیادہ مؤثر طور پر کی جاسکے گی۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی اسلام اور مسلمانوں کو بہتر طور پر سمجھنے لگے اور مختلف شہروں میں مخصوص علمی ادارے قائم ہوگئے۔

جنگوں کے اثرات اسلام کی مخالفت کا عیسائیوں نے جو دوسرا طریقہ اختیار کیا اس کا نتیجہ صلیبی جنگوں کی شکل میں نکلا۔ یہ سلسلہ دو صدیوں تک جاری رہا اور ان کی وجہ سے اسلام اور عیسائیت کے درمیان مخالفت اور عداوت کی خلیجیں زیادہ گہری اور وسیع ہوگئیں۔ دونوں مذاہب کے پیرو ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور مخالف کو تباہ و برباد کردینے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگے۔ لیکن اس برائی میں بھی خیر کا ایک پہلو نکل آیا۔ اور ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے کا موقع ملا۔ ان جنگوں میں بھی مسلمانوں نے عیسائیوں کو متاثر کیا۔ اور عیسائیوں نے ایک طرف توفنِ حرب کے متعلق مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھا اور دوسری طرف ان کی مذہبی اور معاشری خصوصیات سے متاثر ہوئے۔ دوہری فصیل والے قلعے بنانا، محاصرہ کرنا، مورچہ بندی و سرنگ اندازی، توپوں سے گولہ باری، منجنیق اور فصیل شکن آلات کا استعمال، آتش گیر و آتش ریز اشیاء کی تیاری، تیر و کمان سازی، گڈمی دروازہ کا استعمال اور پیغام بر کبوتروں

کی تربیت جیسے متعدد جنگی امور عیسائیوں نے مسلمانوں ہی سے ان جنگوں کے دوران میں سیکھے۔

ترقی یافتہ جنگی طریقے سیکھنے سے بھی زیادہ اہم یہ ہے کہ ان جنگوں میں عیسائیوں کو یہ موقع ملا کہ وہ مسلمانوں کو زیادہ قریب سے دیکھیں اور صحیح طور پر سمجھیں۔ عیسائی جب مسلم ممالک میں گئے تو انھوں نے دیکھا کہ مسلمان بہت ترقی یافتہ قوم ہیں اور ان میں عام طور پر جو مذہبی رواداری اور معاشرتی مساوات پائی جاتی ہے وہ یورپ میں بالکل ناپید ہے چنانچہ جب یہ عیسائی اپنے وطن کو واپس گئے تو اسلامی معاشرہ کے یہ اثرات بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ عیسائی سپاہی مسلمانوں کو وحشی اور بے دین تصوّر کرتے تھے۔ لیکن جب وہ مسلم ممالک میں گئے تو اُنھوں نے دیکھا کہ مسلمان مہذّب اور ترقی یافتہ ہیں۔ ان میں شرافت ہے علم وفضل ہے۔ اور ان میں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو قابلِ قدر اور قابلِ تقلید ہیں حقیقت یہ ہے کہ ترقی یافتہ مسلم معاشرہ نے ان عیسائیوں کی آنکھیں کھول دیں اور ان میں جو وسعتِ نظر پیدا ہوگئی وہ یورپ میں علمی تحریک کی تقویت کا باعث بنی اور تحقیق و تفکّر کے ایک نئے دَور کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ان جنگوں میں فوجیوں کے ساتھ پادری بھی گئے تھے۔ وہ بھی مسلمانوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان کو بھی مسلمانوں کے متعلق اپنا نقطۂ نظر بدلنا پڑا۔

دورِ جدید اور سیاسی کش مکش صلیبی جنگوں کی پیدا کردہ تلخیوں کے باوجود یورپی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کو سمجھنے کا قوی تر جذبہ پایا جاتا تھا اور اس کے لئے انھیں زیادہ مواقع بھی حاصل تھے۔ لیکن نشاۃِ جدیدہ کے بعد یورپی قومیں ترقی کے راستوں پر جس سرعت اور سرگرمی سے گامزن ہوئیں اس نے ان کو مشرق سے بہت دور کر دیا۔ مغربی قوموں نے خود اپنی دینی وعلمی میراث مسلمان استادوں کے ذریعہ حاصل کی تھی۔ لیکن کچھ مدّت میں اُنھوں نے اتنی ترقی کرلی کہ استادوں کی احتیاج باقی نہ رہی۔ مغربی قومیں خود اپنی کوششوں سے ایک نئے دَور کی تعمیر کرنے لگیں۔ ان کے دریانوردوں نے براہ راس امید مشرق کا بحری راستہ دریافت کرلیا۔ اور اسلامی ممالک سے گذرنے والے بری راستے ترک کر دیئے۔ مسلم ممالک سے مغربی اقوام کی اس دوری نے ان کو اسلام اور مسلمانوں سے بھی دور کر دیا۔ اور اسلامی دنیا نے بھی ان سے قریب ہونے کی کوئی کوشش نہ کی۔

تجارتی اور صنعتی انقلابوں نے مغربی اقوام کی زندگی کا نقشہ ہی بدل دیا۔ اور وہ ہر جہتی ترقی کے میدان میں بڑی تیزی سے گامزن ہوگئیں لیکن مسلمان زوال پذیر ہونے لگے۔ اور مغرب کی ترقی سے استفادہ کرنے کے بجائے مغربی اقوام کے لئے اپنے دروازے بند کرنے لگے۔ آخر کار نپولین نے ۱۷۹۸ء میں مصر پر حملہ کرکے یہ دروازے زبردستی کھولے مسلم ممالک پر یورپی قوموں کا غلبہ ہونے لگا۔ ان کی مصنوعات نے مشرق کے بازاروں پر اس طرح قبضہ کیا کہ خود ان کی صنعتیں ختم ہونے لگیں۔ اپنے تجارتی اور سیاسی مفاد کے لئے مغربیوں نے مسلم علاقہ میں نہر سوئز بنائی۔ ریلوں کا جال بچھایا۔ اور اپنی تہذیب و تمدّن کی برتری ثابت کرنے لگے۔

اسلامی دنیا کی اہمیّت۔ مسلم ممالک کمزور تھے اور سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مغربیوں کے خلاف ردِّ عمل

شروع ہوگیا۔ مغربی تسلّط سے آزادی کے لئے وطنی تحریکوں کا آغاز ہُوا۔ مختلف ممالک کے مسلمانوں کو منظم کرنے کے لئے دینی، قومی اور نسلی بنیادوں پر یہ تحریکیں قائم کی گئیں۔ قومی آزادی اور سیاسی خود اختیاری کے مطالبے ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کو اپنے مطالبوں میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ مغربی اقوام سے اپنے مطالبے منوانے کے لئے مسلم ممالک کا موقف بہت قوی ہے۔ پٹرول کے عالمی ذخائر کا نصف ان کے پاس ہے۔ جغرافی اعتبار سے وہ غیر معمولی اہمیت کے مالک ہیں۔ اور مغرب اس بات پر مجبور ہے کہ وہ خود اپنے مفاد اور تحفّظ کے لئے مسلمانوں کی تائید حاصل کرے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ اسلامی دنیا کی ایک اور بڑی اہمیت ہے جس کو موجودہ نظریاتی کش مکش نے بخوبی واضح کردیا ہے۔ اسلام مغرب کو پھر سبق دے رہا ہے۔ وہ عیسائی دنیا کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کررہا ہے کہ موجودہ مسائل حل کرنے کے لئے صرف سیاسی اور معاشی تقاضے پورے کردینا ہی کافی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی بنیادوں کو استوار کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اگر عیسائی قومیں خود عیسائیت سے بے وفائی کرنا نہیں چاہتیں تو ان کو اسلام کی یہ آواز سننا پڑیگا۔ عیسائیوں پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں سے اس اساس پر قریبی ربط قائم اور مستحکم کریں کہ دونوں مذاہب کے پیرو ایک ہی خدا کے پرستار ہیں۔ اور ان پر انسانیت کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔

عالمگیر مسائل کا اسلامی حل

یورپی اور مسلم ممالک کے درمیان اختلاف کا سبب یہ ہے کہ یورپی قوموں نے آقا بننے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں کو پس ماندہ تصوّر کیا۔ اگر یہ قومیں مسلمانوں کے ماضی پر بھی نظر ڈالیں اور یہ محسوس کریں کہ اس زمانہ میں خود ان کی حالت کیا تھی اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے کس قدر احسان مند ہیں تو یہ تلخی ختم ہوجائے گی۔ اور دنیا کے موجودہ مسائل کو حل کرنے میں مسلمانوں کی مؤثر اور قابلِ قدر امداد حاصل ہوسکے گی۔ اسلام آج بھی انسانیت کی مدد کرسکتا ہے۔ مسلمانوں میں آج بھی خدا کی عظمت و برتری کا عقیدہ پوری شدّت سے موجود ہے۔ ان کا ایمان ہے کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ ساری کائنات کا مالک ہے اور داورِ حقیقی و خالقِ تقدیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ انسان کی بشری صلاحیتوں کا بھی ایک واضح ادراک رکھتے ہیں۔ اگر مغربی اقوام خدا اور انسان کے متعلق ان تصورات کو ذہن نشین کرلیں، تو انسانیت کی تنظیم و ترقی کے لئے ان کے منصوبے اس بنیادی نقص سے پاک ہوجائیں گے جو ان کی کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اسلام تمام زندگی کو ایک وحدت قرار دیتا ہے۔ اور یہ تصوّر مغرب کے ان تصوّرات سے زیادہ حقیقی اور صحت بخش ہے جو انسانیت اور انسانی معاشرہ کو پارہ پارہ کردیتے ہیں۔ اسلام اطاعتِ الٰہی کا جو تصوّر پیش کرتا ہے اگر اس کو بنیاد قرار دے کر انسانیت کی تعمیر و ترقی اور انسانی فلاح و بہبود کی جدوجہد کی جائے تو وہ دشوار مسائل بخوبی حل ہوسکتے ہیں جو مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کو درپیش ہیں۔ اگرچہ بیشتر مسلم ممالک سیاسی جمہوریت قائم کرنے میں ابھی کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں قابلِ قدر روحانی جمہوریت موجود ہے۔ نیز وہ رنگ و نسل کے امتیاز کو مٹانے اور مساوات و رواداری قائم کرنے کا عملی سبق دے سکتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں حالات بدل چکے ہیں۔ اب عیسائیت اور اسلام کو ایک دوسرے سے خطرہ نہیں بلکہ بے دین مادیت پرستی ان دونوں کے لئے مشترک خطرہ ہے۔ جو ان تمام روحانی اقدار کی منکر ہے جنہیں عیسائیت اور اسلام دونوں بہت عزیز رکھتے ہیں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے اتحاد سے وہ زبردست قوت پیدا ہو جائے گی جو بے دین مادہ پرستی پر غالب آ کر نوعِ انسانی کی فلاح و ترقی کی ضامن بنے گی اور اس طرح یہ دونوں مذاہب اپنے حقیقی مقاصد پورے کر سکیں گے۔ اتحاد و تعاون کا جذبہ اسلامی دنیا میں اس حقیقت کا احساس پیدا کر دے گا کہ مسلمان نوعِ انسانی کے مسائل سے بے نیاز ہو کر الگ تھلگ نہیں رہ سکتے۔ اور عیسائی یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے کہ وہ مسلمانوں پر آقائی نہیں کر سکتے۔ اور ان دونوں مذاہب کے پیرو باہمی اتحاد اور عملی تعاون سے ہی خدا پر ایمان اور انسانیت کی خدمت کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں۔

اسلام نے ازمنۂ وسطیٰ میں عیسائیوں کی زندگی کے مختلف شعبوں پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا اور آج بھی عیسائی دنیا کو اپنے دینی نصب العین کے مطابق دنیا کی سیاسی تنظیم کے لئے اسلام کی ضرورت ہے۔ خدا پر مسلمان کا ایمان اور انسان کے متعلق اس کا دینی نقطۂ نظر وہ زبردست قوتیں ہیں جو اس تنظیم میں ایک نئی روح بیدار کر دینگی۔ اسلام عیسائی اقوام کو پھر ان روحانی اور اخلاقی قدروں سے فیض یاب ہونے کی دعوت دے رہا ہے جو خود عیسائیت کا بھی نصب العین ہیں اور جن کو حاصل کر کے خدائے واحد کے احکام کے مطابق مسلمان اور عیسائی مہذب انسانوں اور بھائیوں کی طرح زندگی بسر کر سکیں گے۔

تاریخ جمہوریت

(مصنفہ شاہد حسین رزاقی)

جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں غیر مہذب معاشروں اور یونان قدیم کی شہری ریاستوں سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضرہ تک جمہوریت کی نوعیت و ارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑے دلنشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت آٹھ روپے

ملنے کا پتہ

سکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور